جلد ۲۹ | ۳ ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش | ۷ جمادی الآخری سنہ ۱۳۶۰ھ | ۳ جولائی سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۴۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

توحید باری تعالےٰ کے متعلق اسلامی تعلیم

"اے سننے والو! سنو۔ کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وُہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے۔ جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وُہ بولتا ہے۔ جیسا کہ وُہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وُہ سنتا ہے۔ جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے۔ کہ اس زمانہ میں وُہ سنتا تو ہے۔ مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وُہ سنتا ہے۔ اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں۔ اور نہ کبھی ہوگی۔ وُہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وُہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں۔ اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ . . . . . وُہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا۔ اور مظہر ہے تمام محامدِ حقہ کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے۔ اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں" (الوصیت)

خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں

"خدا شناسی کے بارے میں وسط کی شناخت یہ ہے۔ کہ خدا کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے۔ اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے۔ یہی طریق قرآن شریف نے صفاتِ باری تعالےٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ وُہ یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ خدا سنتا۔ جانتا۔ بولتا۔ کلام کرتا ہے۔ اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کے لئے یہ بھی فرماتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ۔ یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کے لئے مخلوق سے مثالیں مت دو۔ سو خدا کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہ کے بین بین رکھنا یہی وسط ہے"

(اسلامی اصول کی فلاسفی بار ششم صفحہ ۴۲)

"مفکر احرار" کیا روسی ملحدوں کا مبلغ ہے؟

ایک گزشتہ پرچہ میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ "مفکر احرار" چودھری افضل حق صاحب نے ایک طرف تو بخیال خویش اسلام کی تعلیم یہ پیش کی ہے کہ "معمولی سامان معیشت رکھ کر سب کچھ راہ حق میں خرچ کرنا" اور دوسری طرف اپنے عمل سے اسے غلط قرار دے رہے اور اپنی زبان سے صحابہ کرام کو ہدف طعن و تشنیع بنا رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کا طریق عمل کوئی ایسا شخص اختیار نہیں کر سکتا جس کے دل میں اسلام کی کچھ بھی وقعت ہو۔ اور جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان شیدائیوں کو جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا خون پانی کی طرح بہا دیا۔ اور کوئی بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے دریغ نہ کیا۔ قابل احترام سمجھتا ہو۔ "مفکر احرار" صاحب جب قول و عمل سے اسلام کے خلاف چلتے ہیں۔ تو صرف مونہہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

ذیل میں مختصراً بتایا جاتا ہے۔ کہ "مفکر احرار" صاحب اپنا رشتہ عقیدت اسلام سے وابستہ رکھنے کی بجائے بولشوزم سے استوار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اگر اپنے لئے یہی پسند کرتے ہیں۔ تو ان کی مرضی۔ لیکن ناقابل برداشت ستم یہ ہے کہ وہ بولشویزم کو "دعوت اسلام کی تجدید" قرار دے کر چاہتے ہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنائیں۔ کون نہیں جانتا کہ دہریت کا ترویج۔ اور مذہب و خدا پرستی کا استیصال بالشویکوں کے پروگرام کا ایک بہت بڑا جزو ہے۔ اور وُہ سالہا سال سے بڑی سختی کے ساتھ اس پر عمل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن "مفکر احرار" صاحب فرماتے ہیں:۔ "سوویٹ روس سرمایہ دار کے مقابلہ میں غریب کا حامی ہے اس کا اصول مساوات اسلامی شریعت سے ماخوذ ہے اسلام سے پہلے صنفِ نازک کی حالت ذلیل تھی غلام پر عرصۂ حیات تنگ تھا۔ غریب کی دُنیا تاریک تھی۔ روس کے اقدامات اس اسلامی دعوت کی تجدید ہیں" (آزادیٔ ہند مؤلفہ مفکر صاحب صفحہ ۱۹۷)

گویا اسلام کی تجدید کے لئے سوائے ان لوگوں کے جو خدا کی ہستی کے ہی سخت دشمن ہیں۔ اور کوئی پیدا نہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر لکھا ہے:۔ "ہاں اب روس میں (نبی کریم اور صحابہ کرام کے بعد) ایک دور آیا ہے جب شہر یاری کا تختہ الٹ کر عوام کی حکومت قائم کی گئی ہے" (زمزم ۱۷ فروری)

روس کے ملحدانہ اور جابرانہ ظلم و نسق کو عہد نبوت اور عہد صحابہؓ سے مشابہ قرار دینا ایک ایسے ہی شخص کا کام ہو سکتا ہے۔ جو نہ صرف خود بولشویکوں کا مبلغ و مددگار ہو۔ بلکہ دوسروں کو بھی اسی گمراہی کے گڑھے میں گرانے کا خواہشمند ہو۔

مدینۃ المسیح

قادیان یکم وفا ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کے درد نقرس میں آج کسی قدر کمی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے الحمد للہ

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ مع مبلغین سیالکوٹ کے جلسہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

تحریک جدید سال ہفتم کے وعدے جن احباب نے جون میں پورے کئے۔ ان کی فہرست آج فنانشل سیکرٹری صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کی۔

اشارات و کنایات

یارب نہ اک نفس بھی رہوں قادیاں سے دور
دارالاماں کے چشمۂ فیض رواں سے دور

میں جانتا ہوں کوندتی رہتی ہیں بجلیاں
لیکن رہیں ہمیشہ مرے آشیاں سے دور

وہ ذات بحت خالق کل مبدءِ فیوض
شہ رگ سے نزد تر ہے مگر آسماں سے دور

بھیجا اسی نے ختمِ رسل کو جہان میں
تا ہو بشر نہ رحمت مہرباں سے دور

مومن کی ہے حیات محمدؐ کے نام میں
یہ نام پاک ہونے نہ پائے زباں سے دور

رہ آستانِ فقر پہ ہر وقت جبہہ سا
اور صحبت امارت نخوت نشاں سے دور

اسلام وہ چمن ہے کہ تا حشر بالضرور
رکھا گیا ہے حملۂ دورِ خزاں سے دور

ہر احمدی سے شرک گریزاں ہے ایسے ہی
شیطان بھاگ جاتا ہے جیسے اذاں سے دور

مرکز ہے میری ساری تمناؤں کا وہی
رہتا ہے لامکاں میں جو کون و مکاں سے دور

بے آسرا اسی کا اسی ... سب مدام
جو دل میں بس رہا ہے مگر ہے گماں سے دور

دیکھیں ... روس کا ہوتا ہے حال کیا
کب تک رہے گا تیر بخارا کماں سے دور

... اور اس کے حلیفوں کی خیر ہو
آفاتِ جنگ۔ خرخشۂ ایں و آں سے دور

غافل قریب آگیا تو اپنی فکر کر
وہ فتنہ کہتے ہیں جو ابھی اصفہاں سے دور

اب کونسا وہ ملک ہے جسمیں نہیں ہے جنگ
یارب مری دعا ہے کہ "ہندوستاں سے دور"

مجنوں کا کاسہ دیکھ کے لیلیٰ نے کہدیا
دیوانہ آگیا ہے۔ ہٹاؤ یہاں سے دور

وہ نخل آبیاری سے محروم رہ گیا
میری طرح ہو جو نگہ باغباں سے دور

... کر سکے گا یہ تم خود ہی سوچ لو
خنجر رہا جو برسوں ہی سنگ فساں سے دور

... بلا کے سینکڑوں پردوں میں چھپ گئے
وہ میزباں بھی کیا جو رہے میہماں سے دور

... قد برے ہی آتی ہے پھیر ہیر پھیر سے
ہر چند چاہا ہم رہیں کوئے بتاں سے دور

چھٹتی نہیں ہے موںہہ سے یہ کافر لگی ہوئی
مشکل بہت ہے رہنا مئے ارغواں سے دور

موسم ہے برشگال کا "اک جامِ لاڈواں"
ساقی نہیں ترے کرمِ شائگاں سے دور

اس حسن چند روزہ پہ اتنا غرور کیوں
دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے زیاں سے دور

الفت ہے قادیاں سے تو پھر قادیاں رہو
بلبل بھی کیا رہا ہے کبھی گلستاں سے دور

یارانِ تیز گام تو آگے نکل گئے
میں پیچھے رہ میں رہ گیا ہوں کارواں سے دور

لذت ہے ایک دُردِ تہ جام میں بھی خاص
اکملؔ نہ ہوجیو درِ پیرِ مغاں سے دور

(اکمل عفا اللہ عنہ)

جماعت احمدیہ کے گزشتہ ہفتہ کے اہم واقعات

(۱)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو اس ہفتہ پاؤں میں درد نقرس کی بہت تکلیف رہی۔ ۲۵ ماہ احسان کی شب کو یہ تکلیف اس قدر بڑھ گئی کہ حضور کو نیند آور دوائی استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ۲۶ احسان کو ظہر کے وقت جب حضور نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے بوٹ پہنا تو کسی چیز نے بائیں پاؤں کے انگوٹھے پر کاٹ لیا۔ جس کی وجہ سے درد اور بے چینی رہی ابھی تک حضور کو درد نقرس کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت چند دن ضعف نزلہ اور زکام کی وجہ سے علیل رہی۔ اب آپ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو بخار سردرد اور درد شکم کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت کریں

(۲)

نظارت بیت المال نے اعلان کیا ہے کہ جن احمدی جماعتوں کی طرف سے ابھی تک بجٹ سال ۴۲-۱۹۴۱ء تشخیص ہو کر نہیں آئے وہ جلد بھیج دیں۔ فنانشل سیکرٹری صاحب تحریک جدید نے بیرون ہند کی احمدی جماعتوں کے متعلق اعلان کیا ہے۔ کہ انہیں ۳۰ جون کی بجائے ۳۱ جولائی تک اپنے وعدے پورے کرنے کی مہلت دی گئی ہے۔ دفتر محاسبہ کی امانت ذاتی کی مد میں جو لوگ اپنا روپیہ جمع کرتے ہیں۔ ان کے لئے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جب وہ خود یا کسی عہدہ دار کے ذریعہ روپیہ بھجوائیں تو یہ اطلاع بھی دیا کریں۔ کہ ان کا حساب پہلے سے کھلا ہے یا نہیں۔ اور اگر پہلی مرتبہ روپیہ بھیجا جائے۔ تو فارم امانت بھی طلب کر لیا کریں۔ تاکہ نمونہ دستخط دفتر امانت میں رکھا جا سکے۔ اس کے بغیر کوئی دوست روپیہ نہیں نکلوا سکتے۔

(۳)

یہ بات خوشی سے سنی جائے گی۔ کہ سیٹھ خیر الدین صاحب لکھنؤ کے لڑکے میاں منصور احمد صاحب نے لکھنؤ یونیورسٹی سے بی۔ اے کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اور یونیورسٹی میں اول رہے۔ اسی طرح ملک اختر حسین صاحب بی۔ اے انڈین ملٹری اکاڈیمی ڈیرہ دون کے آخری امتحان میں اعزاز کے ساتھ پاس ہوئے۔ اور سب سے اول رہے ہیں۔

(۴)

اس ہفتہ کا ایک افسوسناک واقعہ یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد ثناء اللہ صاحب سب انچارج نور ہسپتال قادیان چند روز بیمار رہنے کے بعد بعمر ۴۳ سال وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ قریباً ڈیڑھ سال سے نور ہسپتال میں کام کر رہے تھے اس عرصہ میں انہوں نے اس خوش اخلاقی کے ساتھ کام کیا۔ کہ بہت سے لوگ ان کے مداح ہو گئے۔ مرحوم کو ملیریا بخار اور معدے انتڑیوں میں جریان خون کی تکلیف پیدا ہو گئی تھی۔ جس سے جسم میں خون کی بہت کمی ہو گئی۔ اس وجہ سے نمک پانی بذریعہ ورید خون میں داخل کرنے کی ضرورت پیدا ہوئی۔ مگر اس کے داخل کرنے کے تھوڑی دیر ہی بعد طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ اور موت واقع ہو گئی۔ مرحوم چونکہ موصی تھے۔ اس لئے مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ ہمیں ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔

(۵)

اس ہفتہ روزانہ "الفضل" میں حسب ذیل اہم مضامین شائع ہوئے۔ (۱) مسیح گشتی دستے اور حکومت پنجاب (۲) الٰہی سلسلوں میں مرتدین کا وجود (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات اور عیسائیت (۴) اسلام کے دوست نما دشمن (۵) مسئلہ نبوت از تحریرات و اقوال حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ (۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک تازہ نشان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا ایک خاص مضمون در مسئلہ جنازہ میں غیر مبایعین کا افسوسناک رویہ" شائع کیا گیا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کا خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ جون ۱۹۴۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جھوٹے مدعیانِ نبوت اور مدعیانِ الوہیت کی حالت

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷- ماہ احسان ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۷- جون ۱۹۴۱ء

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حسب ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (الشوریٰ ع ۲)

اس کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے قوانین

بہت سے ہیں۔ جو اس نے جاری فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کی بارش نازل ہوتی ہے تو جہاں دانے اگتے ہیں۔ پھل اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں درخت بڑھتے اور کھیتیاں لہلہاتی ہیں۔ جن سے انسان فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہاں قسم قسم کی گندی روئیدگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں چنانچہ ہمارے ملک میں ایک ایسی ہی روئیدگی بکثرت ہوتی ہے۔ جسے پنجابی میں پدبہیڑا کہتے ہیں۔ یہ اتنی جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ رات کو جس جگہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ بارش کے بعد دن چڑھنے تک وہاں بیسیوں "پدبہیڑے" پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بالعموم اوڑیوں یعنی میلے کے ڈھیروں پر اُگتے ہیں۔ تو جہاں بارش کے بعد اچھی چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہاں گندی بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہی قانون خدا تعالیٰ کا

روحانی بارش

کے متعلق ہے۔ جب انبیاء آتے ہیں۔ تو ان کی بعثت کے ساتھ کئی کمزور طبیعت کے لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید محض دعوے کر دینے سے ہی انسان اپنی بات منوا سکتا۔ اور کامیاب ہو جاتا ہے بعض دفعہ دانستہ اور بعض دفعہ نادانستہ طور پر ان مخفی خیالات کے ماتحت اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد قریب کے زمانہ میں ہی چھ سات

مدعیانِ نبوت

پیدا ہو گئے۔ جب تک تو آفات و مصائب کا زمانہ تھا۔ اور مشکلات پیش تھیں۔ اس وقت تک کوئی مدعی نبوت نہ تھا۔ جب تک آپ مکہ میں تھے۔ اور یہ نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ کہ مسلمانوں کو ماریں پڑ رہی ہیں۔ بائیکاٹ ہو رہے ہیں۔ گھر سے بے گھر کئے جاتے ہیں۔ کوئی مدعی نبوت پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ ان حالات میں دماغ میں یہ حسرت ہی پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ ہم بھی ایسے دعوے سے عزت حاصل کریں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے فتوحات حاصل ہوئیں۔ اسلام کو غلبہ عطا ہوا۔ تو لالچی طبائع نے جھوٹ بنا کر یا اپنے گندے خیالات سے متاثر ہو کر یہ خیال کیا۔ کہ ترقیات کی یہ آسان راہ ہے۔ اور یہ بات ہی دراصل ایک بہت بڑا ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ یہ مدعی یا تو بناوٹ سے کام لیتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اور یا اپنے لالچ۔ اور حرص کے خیالات سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور انہی خیالات کے زیر اثر ان کو ایسے الہام بھی ہو جاتے ہیں تکلیف کے زمانہ میں کسی ایسے مدعی کا نہ ہونا ان کے باطل پر ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔ مکہ کے زمانہ میں کوئی ایسا مدعی نہ تھا۔ اور کوئی اس زندگی کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ ماریں کھائے۔ گھر سے نکالا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اس وقت تک تو کسی کو یہ پتہ نہ تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہو گی۔ اور آپ دشمنوں پر غلبہ پائیں گے۔ اس لئے کسی کے دل میں بھی یہ جوش نہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ آپ کی مثل بنا جائے۔ لیکن جب کامیابیاں شروع ہوئیں۔ تو بعض پاجیوں نے تو خدا تعالیٰ پر جھوٹ بنا کر اور بعض لالچی طبائع نے اپنے دماغی خیالات کے زیر اثر الہام وغیرہ کی بناء پر ایسے دعوے کرنے شروع کر دیئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

ہوا۔ آپ کے زمانہ میں بھی جس وقت تک تکالیف اور دکھوں کا زمانہ تھا۔ کوئی مدعی نبوت پیدا نہیں ہوا۔ لیکن جب کامیابیوں کا دور شروع ہوا۔ تو کئی ایسے مدعی پیدا ہو گئے۔ بعض ایسے لوگوں نے جن کے نزدیک دنیوی عزت ہی اصل چیز ہوتی ہے۔ یہ سمجھ لیا کہ ہم بھی دعوے کرتے ہیں۔ اور اس طرح عزت پا جائیں گے۔ یا بعض کو ان کے خیالات نے متمثل ہو کر ایسے خواب دکھائے۔ کہ وہ سمجھنے لگے۔ کہ واقعی وہ مامور ہیں۔ یہ خواب وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ

بلی کو چھیچھڑوں کے خواب

چونکہ ان کے خیالات اس قسم کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو خواب بھی ویسے ہی آنے لگتے ہیں۔ چراغ الدین جمونی اور ڈاکٹر عبدالحکیم وغیرہ ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ اور یہ سب اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔ جب

جماعت کامیابی کے رستہ پر

چل پڑی تھی سنہ ۱۸۹۲ء سنہ ۱۸۹۳ء اور سنہ ۱۸۹۴ء میں کوئی ایسا مدعی نظر نہیں آتا۔ چونکہ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب ماریں پڑتی تھیں بائیکاٹ ہوتے تھے۔ دنیا کی لعن طعن سہنی پڑتی تھی۔ اس لئے کسی کو یہ لالچ اور حرص نہ پیدا ہوتی تھی۔ کہ ہم بھی ایسا دعوے کریں۔ لیکن جب کامیابی شروع ہوئی۔ تو بعض لالچی طبائع نے اپنے خیالات کے نتیجہ میں آنے والے خوابوں کی بناء پر اور بعض نے جھوٹ ہی ایسے دعوے کرنے شروع کر دیئے۔ ایسے ہی ایک شخص کے متعلق ایک دوست نے مجھے

ایک واقعہ

سنایا۔ جو اس نے خود ان سے بیان کیا تھا۔ یہ شخص بھی ان میں سے تھا۔ جو بناوٹ سے دعوے نہیں کرتے۔ بلکہ جن کے خیالات متمثل ہو کر الہام کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اشتہار دے دیا۔ کہ جو لوگ سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات بے موقعہ ہوئی ہے۔ وہ صحیح نہیں سمجھتے۔ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ جماعت کو اس اس طرح ترقی ہونے والی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے

اور یہ سمجھ کر۔ کہ اس شخص نے جھوٹ تو بنایا نہیں۔ وہ الہام بھی شائع کر دیئے اس سے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اب تو میرے الہام خلیفہ وقت نے بھی شائع کر دیئے اس لئے ان کو بہت اہمیت حاصل ہو گئی۔ اور اس نے اپنی علیحدہ پٹڑی جمانی شروع کر دی۔

اور میں نے خود اس دوست سے جس نے مجھے یہ بات سنائی کہا کہ ایک دفعہ انہی خیالات کی وجہ سے مجھے

نماز میں ہنسی

آگئی۔ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ مجھے خیال آیا۔ کہ اس طرح مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوتے ہیں۔ اب مجھے بھی تائید و نصرت الٰہی حاصل ہوگی۔ اور ترقیات حاصل ہوں گی۔ میرا گاؤں بھی قادیان کی طرح ترقی کرے گا۔ یہاں بھی لنگر خانہ ہوگا۔ انجمن قائم ہوگی۔ روپیہ آئے گا۔ اور ہر طرف مجھے شہرت حاصل ہوگی۔ انہی خیالات میں اسے یہ یاد ہی نہ رہا۔ کہ میں نماز میں کھڑا ہوں۔ اور ہنسی آگئی۔ یہ اس بات کی علامت تھی۔ کہ اسے جو الہام وغیرہ ہوتے تھے۔ وہ دراصل اس کی

حرص اور لالچ کا نتیجہ

تھے۔ تو بعض لوگوں کو اپنے دماغی خیالات کے زیر اثر ایسے الہام بھی ہو جاتے ہیں۔ جن کی بناء پر وہ ایسے دعوے کر دیتے ہیں۔ اور بعض جھوٹ بولتے ہیں۔ مگر یہ ہوتا اسی وقت ہے۔ جب وہ سلسلہ کی کامیابی کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ ایک کامیابی کا آسان راستہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

ایک ایسا شخص یہاں آیا۔ مہمان خانہ میں ٹھہرا۔ اس وقت ترقی شروع ہو چکی تھی۔ اس نے بعض لوگوں سے بیان کیا کہ مجھے بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ کہ تو محمد ہے موسےٰ ہے۔ عیسےٰ ہے۔ بعض لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا ذکر کیا۔ وہ مسجد میں آیا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کہ سنا ہے آپ کو ایسے الہام ہوتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں جس طرح آپ کو اللہ تعالےٰ محمد۔ موسےٰ۔ عیسےٰ اور نوح وغیرہ ناموں سے پکارتا ہے مجھے بھی پکارتا ہے۔ آپ نے فرمایا میاں یہ بھی خیال رکھو۔ کہ شیطان جھوٹ بولا کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ نہیں۔ وہ ہمیشہ سچ بولتا ہے جب اللہ تعالےٰ کسی کو محمد کہتا ہے۔ تو وہ

قرآن کریم کے معارف

بھی اس پر کھولتا ہے۔ اور اسے ایک نور عطا کرتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی طرح اسے بھی معجزات عطا کرتا ہے۔ جب وہ کسی کو موسےٰ کہتا ہے۔ تو اس کے لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسے حالات بھی پیدا کرتا ہے۔ جب کسی کو نوح کہتا ہے۔ تو اس کے دشمنوں کی ہلاکت کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔ تم کو جب الہام ہوتا ہے۔ کہ تو محمد ہے۔ موسےٰ ہے۔ نوح ہے۔ تو ساتھ کوئی چیز بھی ان انبیاء جیسی ملتی ہے۔ یا نہیں۔ اس نے کہا کہ ملتا ملاتا تو کچھ نہیں۔ صرف نام ہی ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بس یہی ثبوت ہے اس امر کا کہ شیطان تمہارے ساتھ مذاق کرتا ہے۔

خدا تعالےٰ کی طرف سے

یہ الہام نہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ نام عطا ہوتے۔ تو وہ اس کے ساتھ ان نبیوں والے نشان بھی عطا کرتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شیطان ہے جو تمہیں دھوکا دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ شیطان دھوکا دیا کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سچے وعدے کرتا ہے۔

غرض

ترقیات کے زمانہ میں

کئی ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو دعوے کو ترقیات کا ایک ذریعہ سمجھ کر ایسے دعوے کر دیا کرتے ہیں۔ یہ گویا اس مامور الٰہی کی صداقت پر نفوس کی شہادت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی ایسے دعوے اس بات کا ثبوت تھے۔ کہ ان لوگوں کے نفس تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ کو کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ ورنہ انہیں ایسا دعویٰ کرنے کا خیال بھی نہ آتا۔ اور اگر وہ نیک نیتی سے دعوے کرتے ہیں تو انہیں ایسے خواب نہ آتے۔ کیونکہ جب تک عمدہ اور خوش نما نظارہ محرک نہ ہو۔ ایسے خواب نہیں آتے۔

کئی ایسے مدعیان اپنے اشتہار وغیرہ مجھے بھجواتے رہتے ہیں۔ پرسوں کی ڈاک میں بھی ایک ایسا اشتہار آیا۔ اس میں

ایک مدعی نبوت

دوسرے کا جواب لکھ رہا ہے۔ وہ اسے اپنا مرید ظاہر کرتا ہے۔ اور دوسرا پہلے کو اپنا مرید بتاتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ تو نے میری بیعت کی تھی۔ ایسے پاگل لوگوں کی باتوں کا اثر گو عام طور پر نہیں ہوتا تاہم ایسے خیالات چونکہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور

بعض نام نہاد صوفی

بھی ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس اشتہار میں سے ایک بات کے متعلق کچھ بیان کر دینا میں نے مناسب سمجھا۔ میں اس روز بیمار تھا۔ اور کوئی غور و فکر کا کام تو کر نہ سکتا تھا۔ اس لئے اس رسالہ کو اٹھا کر پڑھنے لگا۔ جس شخص نے یہ اشتہار لکھا ہے وہ دوسرے کو کہتا ہے۔ کہ تم نے

خدائی کا دعوےٰ

کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کا مثیل قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اللہ کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور کسی کو اس امت میں سے یہ نام حاصل نہیں۔ اور جب لوگوں نے یہ اعتراض کیا۔ کہ یہ

نہایت ناپاک گندا دعوےٰ ہے

تو اس نے اس کا جواب دیا۔ کہ یہ دعوےٰ تو میں نے احمدیوں کو چپ کرانے کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ ان کے مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اس امت میں سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اگر تو اشتہار لکھنے والے نے یہ بات اپنے پاس سے کہی ہے۔ تو وہ خود اس کا ذمہ وار ہے لیکن اگر یہ صحیح ہے۔ تو اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ کسی گاؤں کے

نمبردار کے ہاں شادی

تھی۔ اس نے دوسرے لوگوں کے ہاں سے برتن منگوائے۔ ایک بے وقوف آدمی تھا۔ اس کے ہاں سے بھی ایک کٹورا منگوایا۔ اور شادی کے بعد باقی لوگوں کے برتن تو واپس ہو گئے۔ مگر اتفاق سے اس بے وقوف کا کٹورا رہ گیا۔ کچھ روز انتظار کے بعد وہ بے وقوف اس نمبردار کے گھر اپنا کٹورا لینے آیا۔ اور اتفاق کی بات تھی۔ کہ اس وقت وہ نمبردار اس کے کٹورے میں ساگ ڈال کر کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا۔ اور

جوش کی حالت میں

کہنے لگا۔ کہ چودھری یہ بات تو ٹھیک نہیں۔ ایک تو تم نے میرا کٹورا اب تک واپس نہیں کیا۔ دوسرے اس میں ساگ ڈال کر کھا رہے ہو۔ اچھا میں بھی کبھی تمہارا کٹورا مانگ کر لے جاؤں گا۔ اور اس میں پاخانہ ڈال کر کھاؤں گا۔ تو یہ شخص بھی ایسا ہی جاہل ہے۔ جس نے کہا۔ کہ چونکہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اس لئے میں نے یہ کہہ دیا ہے۔ کہ

خدا کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص

کیا گیا ہوں۔ بلکہ یہ تو اس سے بھی زیادہ بے وقوف ہوا جس نے کہا تھا۔ کہ میں تمہارے کٹورے میں پاخانہ ڈال کر کھاؤں گا۔ پاخانہ کھانا بھی تو بہت گندی بات ہے۔ مگر اتنی نہیں جتنی کسی کا یہ کہنا کہ میں خدا ہوں۔ اس رسالہ کے مصنف نے بعض وہ دلائل بھی دیئے ہیں۔ جن سے وہ مدعی الوہیت یا اس کے مرید اس کے اللہ تعالےٰ کے مثیل ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس کے ایک مرید پر کسی نے اعتراض کیا۔ کہ قرآن کریم تو

شرک کی تردید

کرتا ہے۔ اور تم اپنے پیر کو خدا کا مثیل کہتے ہو

اس نے جواب دیا۔ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لیس کمثلہٖ شئی یعنی اس کی مثل کی مانند کوئی نہیں:

پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کوئی مثیل ضرور ہونا چاہیئے ہاں پھر اس مثیل جیسا۔ کوئی اور نہ ہو سکے گا۔ اس رسالہ کا مصنف کہتا ہے۔ کہ میں نے اسے کہا۔ کہ اس آیت میں لک کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی ذات میں اس کا کوئی مشابہ نہیں۔ اور مثل کے یہ معنے ہیں کہ اس کی صفات میں اس کا کوئی مثیل نہیں۔ مگر یہ معنے بھی غلط ہیں۔ اور

دونوں طرف سے جہالت کا مظاہرہ کیا گیا ہے:

چونکہ ہمارے ملک میں بعض جھوٹے صوفیا ربھی ہیں۔ جو ایسے دعوے کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس کے متعلق کچھ بیان کر دوں۔ ایسے صوفیاء زمینداروں کے پاس عام طور پر آتے رہتے ہیں۔ اور ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اور انہیں ایسی باتیں بتاتے ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ انسان خدا ہے۔ اور خدا کا مثیل ہے۔ اس قسم کے

کئی اباحتی لوگ

پھرتے رہتے ہیں۔ اور گندے خیالات لوگوں میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ میں کئی دفعہ سنا چکا ہوں۔ کہ اسی طرح کا ایک آدمی میرے پاس بھی ایک دفعہ اسی مسجد میں آیا تھا۔ اور اس نے کہا تھا۔ کہ نماز تو خدا تعالےٰ تک پہونچنے کا ذریعہ ہے پھر عارف کو نماز کی کیا ضرورت۔ جب دریا کا کنارہ آجائے۔ تو کشتی پر بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ؟ میں نے اسے جو جواب دیا۔ وہ میں کئی بار بیان کر چکا ہوں۔ پس ایسے لوگوں کے خیالات کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس کے متعلق کچھ بیان کر دوں:۔

قرآن کریم ایسی زبردست کتاب ہے۔ کہ کوئی شخص اس کے غلط معنے کر ہی نہیں سکتا۔

لیس کمثلہٖ شئی کے معنے

اس شخص نے جہالت کی وجہ سے یہ سمجھے۔ کہ اس کی مثل کی مانند کوئی نہیں۔ مگر دیکھو کس طرح اسی آیت کے سیاق وسباق میں ہی اس کے بیہودہ خیال کی تردید کر دی گئی ہے۔ اس آیت سے پہلی آیات میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔ اللہ تعالےٰ کی توحید کے متعلق جب بھی کوئی اختلاف کرتا ہے تو یاد رکھو کہ حکم اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ یعنی یہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ کہ جس کا فیصلہ انسانی عقل سے تعلق رکھتا ہو۔ ایسے امور میں اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ظاہر ہے۔ اس نے اپنی صفات کو ظاہر کیا ہوا ہے۔ ان پر قیاس کر کے دیکھ لو۔ کہ کوئی اس کا شریک ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔

کہتے ہیں کسی نے

خدائی کا دعوےٰ

کیا تھا۔ ایسے لوگوں کو بعض پاگل ساتھی بھی مل جاتے ہیں۔ ایک زمیندار روز دیکھتا تھا۔ کہ بعض لوگ اس کے اردگرد جمع رہتے۔ مولوی آتے اور اس سے فلسفے چھانٹتے۔ اور کٹ مباحثہ کر کے چلے جاتے۔ مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ زمیندار کو یہ دیکھ کر کہ یہ شورش روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ بہت غصہ آتا اس فقیر کا ڈیرا بھی زمیندار کے کھیت کے پاس ہی تھا۔ سالہا سال کے بعد ایک دن اس زمیندار نے اس شخص کو اکیلا پایا اس کا کوئی مرید وغیرہ پاس نہ تھا۔ یہ دیکھ کر وہ اس کے پاس پہونچا۔ اور ادب سے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا آپ خدا ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ زمیندار نے اٹھ کر اسے گردن سے پکڑ لیا۔ اور ایک گھونسہ رسید کر کے کہا۔ تم نے ہی میرے باپ کو مارا تھا۔ پھر ایک اور لگایا۔ اور کہا۔ تم نے ہی میری ماں کو مارا تھا۔ میں تو بہت دیر سے تمہاری تلاش میں تھا۔ تم نے ہی میرے فلاں رشتہ دار کی جان لی تھی۔ پھر ایک اور گھونسہ لگایا۔ اور کہا۔ تم نے ہی میرے بیٹے پر موت وارد کی تھی۔ اسی طرح وہ مارتا جاتا۔ اور ایک ایک کر کے مرے ہوئے رشتہ داروں کے متعلق کہتا جاتا۔ کہ کیا تم نے ہی ان کو مارا تھا۔ پھر اسی طرح اپنے مویشیوں کے مرنے اور فصلوں وغیرہ کے خراب ہونے پر اس سے بازپرس کرتا گیا۔ اور ساتھ ساتھ اسے پیٹتا بھی گیا۔ جب اسے پندرہ بیس گھونسے اچھی طرح پڑے اور اس نے دیکھا۔ کہ کسی طرح یہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ تو چلا اٹھا کہ

نہیں میں خدا نہیں ہوں

پس فرمایا۔ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ۔ خدا تعالےٰ کی ہستی ایسی غالب اور وراء الوراء ہے۔ کہ اس پر کسی کا قابو نہیں چلتا اس کے تمام افعال حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی صفات ظاہر ہیں۔ اگر کوئی بندہ اپنے اندر وہ صفات ثابت کر دے۔ تو ہم مان لیں گے۔ اگر کوئی اس کی طرح محیی بن جائے۔ ممیت بن جائے۔ قہار۔ جبار مہیمن العزیز اپنے آپ کو ثابت کر دے۔ تو ہم مان لیں گے۔ لیکن اگر وہ ان صفات کا مالک نہیں۔ تو اس کا خدائی کا دعوےٰ محض بکواس ہے

پہلی آیت میں ہی بتایا ہے۔ کہ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو خدا تعالےٰ کا شریک بناتے تھے۔ اور پھر فرمایا۔ ذالکم اللہ ربی علیہ توکلت والیہ انیب اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تو کہہ دے کہ یہ میرا رب ہے جس نے اپنی صفات کو ظاہر کیا ہے۔ جو انسان خدائی کا مدعی ہے اسے تو دوسرا انسان پکڑ کر مار بھی سکتا ہے۔ مگر میرے خدا کو کوئی کہاں پکڑے گا۔ تم کہتے ہو۔ فلاں خدا تھا۔ فلاں خدا کا مظہر تھا۔ اور خدا کا بیٹا تھا۔ مگر ان میں وہ صفات تم کہاں سے لاؤ گے۔ جو میرے خدا نے ظاہر کی ہیں۔ وہ محیی۔ ممیت۔ قدوس۔ مہیمن۔ جبار قہار اور خدا تعالےٰ کی

ان گنت صفات

کہاں سے پیدا کریں گے۔ کیا وہ یہ صفات ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر یہ صفات تم کسی کے اندر دکھا دو گے۔ تو میں مان لوں گا۔ لیکن اگر یہ صفات نہیں تو پھر محض دعوٰے بکواس ہی بکواس ہے۔ فرمایا۔ تو کہہ دے

میرا رب

تو وہ ہے۔ جو زندہ ہے۔ اور ایسے امور میں خود فیصلہ کر کے جھوٹے کو ذلیل کر دیتا ہے۔ علیہ توکلت والیہ انیب۔ میرا انحصار اسی پر ہے۔ اور اسی کی مدد سے میں جیتوں گا تم جھوٹے خدا بنتے ہو۔ اور میں سچے خدا کا پرستار ہوں۔ اور اسی کا سہارا رکھتا ہوں۔ ایک شخص مونہہ سے اپنے آپ کو ہاتھی کہے۔ اور دوسرا ہاتھی پر چڑھا ہو۔ تو دونوں میں سے کس کی طاقت زیادہ ہوگی۔ اگر کوئی مونہہ سے کہے۔ میں عربی گھوڑا ہوں۔ اور اس کے مقابل کوئی بچہ ایک معمولی سی گھوڑی پر سوار ہو۔ تو وہ بچہ اس سے آگے بڑھ جائے گا۔

اسی طرح فرماتا ہے۔ کہ اے میرے رسول۔ تم ان سے کہہ دو۔ کہ میں خدا نہیں ہوں۔ مگر

حقیقی خدا

پر میرا سہارا ہے۔ اور تم خود خدا بنتے ہو۔ اب دیکھیں۔ دونوں میں سے کون جیتتا ہے:۔

پھر فرمایا والیہ انیب۔ تم کیا طاقت رکھتے ہو۔ کمزور بندے ہو۔ مگر میں اس خدا کی طرف جھکتا ہوں۔ جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ جو شخص خدائی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ ہر قسم کی دعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے۔

سچے خدا کا پرستار

جب کسی تکلیف میں پڑتا ہے۔ اس کا بچہ بیمار ہوتا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے آستانہ پر گر جاتا۔ اور اس سے دعا کرتا ہے۔ کہ میری تکلیف دور کر دے۔ میرے بچے کو شفا دے دے۔ قرض خواہ تنگ کرتے ہیں۔

تو وہ خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا اور اس سے التجا کرتا ہے۔ کہ میرا قرضخواہ مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ تو میری فریاد سن اور اس ذلت سے نجات کے سامان پیدا کر دے۔ اس سے ایک تو اس کے دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے۔ اور دوسرے ایک اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ میرا ایک رب اور خدا ہے جو میری مدد کریگا یا وہ گورنمنٹ کے کسی قانون کی زد میں آجاتا ہے۔ تو خدا کے حضور جھکتا اور اس سے دعا کرتا ہے۔ کہ میں کمزور ہوں حکومت طاقتور ہے۔ اس کے پاس فوجیں ہیں۔ اور ان کے گھمنڈ پر وہ مجھ پر ظلم کرتی ہے۔ میں بالکل بے بس اور بےکس ہوں۔ اور حکومت کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے میرے خدا تو ہی میری مدد کر۔ اس سے اس کے دل کی بھڑاس بھی نکل جاتی ہے۔ اور اگر صحیح طور پر دعا کی گئی ہو تو زندہ خدا اس کی مدد بھی کرتا ہے۔ لیکن

جو خود مدعی ہے

کہ میں خدا ہوں۔ جب اس کے بیوی بچے بیمار ہوں۔ اس کے دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے میں چیخوں اور چلاؤں۔ مگر شرمندہ ہوتا ہے۔ کہ کس طرح ایسا کروں۔ جب کہ میں خدائی کا یا خدا کا مثیل ہونے کا مدعی ہوں۔ جبکہ وہ سمیع۔ بصیر۔ محی۔ ممیت۔ الشافی وغیرہ دعوے کرتا ہے تو بیوی یا بچہ کی بیماری کے وقت کسی دوسرے کے آگے کس طرح چلا سکتا۔ اور دعا کر سکتا ہے۔ اگر وہ

خدا کے سامنے

جھکے تو یا لوگ تمسخر نہ کریں گے۔ کہ تم تو خود خدا بنتے تھے۔ اب کیوں کسی خدا کے سامنے جھکتے ہو۔ اور اگر وہ خدا کا مثیل ہونے کا مدعی ہو۔ تو پھر بھی وہ خدا کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ کیونکہ جیسا خدا ویسا ہی وہ۔ پھر اسے خدا تعالےٰ سے دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے؛

پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو کہہ دے کہ ذالکم اللہ ربی علیہ توکلت والیہ انیب۔ یہ میرا رب ہے اسی پر میرا توکل ہے۔ اور اسی کی طرف مصیبت کے وقت میں جھکتا ہوں عیسائی

حضرت مسیح علیہ السّلام کو خدا

کہتے ہیں۔ مگر جب انہیں یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا۔ تو انہوں نے کہا ایلی ایلی لما سبقتنی۔ اے میرے رب اے میرے رب تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ یہ فقرہ عیسائیوں کو کتنا چبھنے والا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کے متعلق انکے عقائد کو باطل قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب بعض اناجیل میں سے اسے نکال دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح خود تو الوہیت کے مدعی نہ تھے۔ وہ تو اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کا بندہ ہی سمجھتے تھے۔ ان کا دل تو صلیب پر بھی مطمئن تھا۔ کہ ابھی میرے لئے اپیل کی ایک اور جگہ باقی ہے۔ پیلاطوس نے گو مجھے یہود کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اور یہود نے میرے خلاف فیصلہ کر دیا۔ مگر ان سب سے بالا ابھی ایک اور حکومت ہے۔ اور میں اس کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے نہایت تضرع سے خدا تعالےٰ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو بچا بھی لیا اگر وہ صلیب سے نہ بھی بچتے۔ تب بھی ان کا دل مطمئن تھا۔ کہ

میرا ایک نگران ہے

جو یا تو مجھے بچالے گا۔ یا اس کا بدلہ اگلے جہان میں انعامات کی صورت میں دے گا۔ مگر عیسائی اس فقرے کو پڑھ کر بہت گھبراتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو ان کو خدا بناتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر ان کے اندر خدائی ہوتی۔ دنیا پر تصرف حاصل ہوتا۔ تو وہ صلیب پر کسی اور کو کیوں پکارتے۔ وہ تو ایک پھونک مارتے اور سب دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیتے۔ تو یہ فقرہ حضرت مسیح کے لئے تو تسلی کا موجب تھا۔ مگر ان کو خدا ماننے والوں کے لئے عذاب کا موجب ہے۔ اور وہ دل میں کہتے ہیں۔ کہ کاش یہ فقرہ نہ ہوتا۔ اور یہ کاش کاش انیس سو سال تک کہتے رہے ہیں۔ گو اب اسے اڑا دیا ہے؛

پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے محمدؐ تو کہہ دے کہ

میرا تو رب موجود ہے

اور میں اسی کی طرف مصائب اور مشکلات کے وقت جھکتا ہوں۔ اور اسی پر میرا سہارا ہے۔ اس لئے مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں ہو سکتی۔ میں جانتا ہوں کہ میرے خدا نے میرے لئے جو قانون بنایا ہے اسی پر عمل ہوگا۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور جب تم مجھ پر ظلم کرتے ہو۔ تو میں اس کی طرف جھکتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ اے میرے رب مجھ پر ظلم ہوا۔ اس سے میرے دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے۔ اور تسلی ہو جاتی ہے کہ میرا خدا ضرور میری مدد کرے گا۔ مگر تم لوگ جسے خدا کا شریک بناتے ہو۔ اور جسے دنیا کی پیدائش میں حصہ دار بناتے ہو۔ جب یہ پڑھتے ہو کہ اس نے خود

مصیبت کے وقت

خدا تعالےٰ سے دعا کی۔ اور زاری کی۔ تو تمہارا دل کتنا نادم ہوتا ہوگا۔ اور ان کی یہ حالت دیکھ کر تمہارا کیا حال ہوتا ہوگا۔ میرے لئے تو میری دعائیں مصائب کے دور ہونے کا موجب ہوتی ہیں۔ مگر جنہیں تم خدا سمجھتے ہو۔ ان کی ہر دعا تمہارے مونہہ پر تھپڑ بن کر لگتی ہے۔ ان کو جب بھوک پیاس لگتی ہوگی۔ اور وہ خدا سے غذا اور پانی مانگتے ہوں گے تو وہ تو خدا سے کھانے اور پینے کی چیز پا کر اس کا شکر ادا کرتے ہوں گے۔ کہ اس نے یہ نعمت انہیں عطا کی۔ مگر ان کا کھانا اور پینا تمہارے مونہہ پر چپت بن کر لگتا ہے۔ اور اس طرح تمہارے معبود تمہاری ذلت اور رسوائی کا موجب ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا فاطر السمٰوات والارض۔ میرا خدا تو وہ ہے۔ جو

زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنیوالا

ہے۔ جس نے بغیر مادہ کے زمین و آسمان پیدا کر دیئے۔ مگر یہ معبودان باطلہ تو خود پیدا ہونے والے ہیں۔ ان سے پوچھو تمہارے باپ کا کیا نام ہے دادا کا کیا نام ہے۔ نانا اور نانی کا کیا نام ہے تو وہ نام بتائیں گے۔ مگر میرا خدا تو وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اور دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا۔ جعل لکم من انفسکم ازواجا ومن الانعام ازواجا۔ ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں مرد کے لئے عورت جوڑا بنایا ہے۔ اور عورت کے لئے مرد جوڑا بنایا ہے پھر جانوروں کے بھی جوڑے بنائے ہیں۔ یذرؤکم فیہ۔ اس تدبیر سے وہ تم کو کثرت بخشتا ہے نسل میں بھی اور مال میں بھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ خود لم یلد و لم یولد ہے۔ نہ کسی نے اس کو جنا اور نہ اس نے کسی کو جنا۔ مگر انسانوں اور جانوروں کے لئے اس نے جوڑے بنائے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے ان کو کثرت بخشتا ہے۔ اور اس طرح نسل ترقی کرتی ہے۔ مال ترقی کرتا ہے۔ اگر جوڑے پیدا نہ کرتا۔ تو نسل نہ بڑھ سکتی۔ سواری کے لئے گھوڑے نہ مل سکتے۔ گوشت کھانے کے لئے بکریاں نہ مل سکتیں۔ زراعت کے لئے بیل نہ مل سکتے۔ اور اس طرح نہ تو دولت بڑھ سکتی۔ اور نہ نسل چل سکتی اس نے تمہارے لئے یہ کثرت کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اور یہ کثرت ہی دلیل ہے اس بات کی کہ تم خدا نہیں ہو سکتے کیونکہ جس چیز کے بڑھنے کے سامان پیدا ہوں۔ وہ

محتاج الی الغیر

ہوتی ہے۔ بڑھنے کا قانون جاری ہی ان اشیاء پر ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنی ضرورت کے ختم ہونے سے پہلے فنا ہو جانا ہو۔ لیکن جو اشیاء اس وقت تک موجود رہتی ہیں کہ جس وقت تک ان کی ضرورت ہے۔ ان کے متعلق بڑھنے کا کوئی قانون جاری نہیں ہوتا۔ انسان کی جس وقت تک اس دنیا میں ضرورت ہے اس وقت تک وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے انسان کے اندر بڑھوتی کا قانون جاری کیا گیا ہے۔ اور تناسل کا دروازہ اس کے لئے کھولا گیا ہے۔ لیکن سورج چاند زمین چونکہ اس وقت تک قائم رہنے والے ہیں جب تک کہ ان کی ضرورت ہے۔ ان میں کوئی

تناسل کا سلسلہ

جاری نہیں۔ غرض جس چیز نے اپنی ضرورت کے مطابق قائم رہنا اور پھر ختم ہو جانا ہے۔ اس کے لئے بیوی اور اولاد کی ضرورت ہے۔ جوڑے، اولاد اور توالد کا سلسلہ انہی کے لئے ہے۔ جنہوں نے فنا ہو جانا ہوتا ہے۔ پہاڑوں کے لئے اس کی ضرورت نہیں۔ چاند، سورج اور ستاروں کے لئے نہیں۔ بیوی بچوں کی ضرورت ان کے لئے ہوتی ہے جنہوں نے فنا ہونا اور مٹ جانا ہوتا ہے اس سال کی گندم پچھلے سال کی گندم کی نسل ہے۔ اور گندم عام طور پر دس پندرہ سال سے زیادہ محفوظ نہیں رہ سکتی۔ دو ہزار سال تک ایک گندم کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس کے واسطے اولاد کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ گویہ تناسل ایک دوسرے قاعدہ کے ماتحت ہے۔ مگر بہرحال تناسل کا سلسلہ جاری ضرور ہے۔ غرض جن چیزوں نے ہمیشہ کے لئے قائدہ نہیں دیتا ہوتا۔ اور ان کے اندر فنا کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ انہی کے لئے اولاد کا سلسلہ ہے۔ یہ سلسلہ کبھی نر اور مادہ کے ملنے سے اور کبھی بیج اور زمین کے ملنے سے جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ قانون بیان فرما کر فرماتا ہے۔

لیس کمثلہ شیئ

خدا تعالےٰ کا مثل کوئی نہیں۔ یعنے باقی سب مخلوق جن قوانین کے ماتحت چل رہی ہے۔ خدا تعالےٰ پر وہ قانون اثر انداز نہیں۔ سو اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ باقی چیزیں جوڑوں سے ترقی کرتی ہیں۔ اور اس لئے دوسروں کی محتاج ہوتی ہیں۔ اور یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا۔ کہ وہ خدا نہیں ہو سکتیں کیونکہ ان پر موت بھی وارد ہوتی ہے، اور انہیں احتیاج بھی ہے

غرض کمثلہ سے یہ معنے لینا کہ اس کی ایک مثل ہو سکتی ہے

جہالت کی بات

ہے۔ اگر یہ معنے کرنے والا عربی لغات سے ذرا بھی واقف ہوتا۔ تو ایسے معنے ہرگز نہ کرسکتا۔ قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ اردو میں نہیں۔ کہ اس آیت کے معنے ہو سکیں۔ کہ اس کی مثل کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کا یہ ترجمہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ قرآن کا خدا مکار ہے۔ کیونکہ اس نے فرمایا ہے۔ کہ واللّٰہ خیر الماکرین اردو میں تو مکار برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر عربی میں اس کے معنے تدبیر کے ہیں۔

پنجابی اور اردو کا مکر

اور ہے۔ اور عربی کا اور۔ اسی طرح لیس کمثلہ شیئ کے یہ معنے نہیں کہ اس کی مثل کی مثل نہیں ہو سکتی۔ عربی میں بعض حروف زائد ہوتے ہیں۔ اور ان کے معنے صرف تاکید کے ہوتے ہیں۔ یہ ک بھی ایسے حروف میں سے ایک ہے اگر عربی میں کہیں کہ لیس مثلہ شیئ تو اس کے معنے ہوں گے کہ خدا کی مثل کوئی نہیں۔ لیکن جب کہا جائیگا لیس کمثلہ شیئ تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ خدا تعالےٰ کی مثل ہونا تو بڑی بات ہے۔ مثل بننے کے قریب بھی کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ غرض ک نے مثل کا وجود ثابت نہیں کیا۔ بلکہ اس کی قطعی نفی کر دی ہے۔ اور نفی میں تاکید کے معنے پیدا کر دیئے ہیں

عرب شعراء کے کلام میں

بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں چنانچہ ایک عرب شاعر نے کہا ہے کہ

اصبحت مثل کعصف ماکول

کہ تو کھائے ہوئے چارہ کی مانند ہو گیا یعنے بالکل ویسا ہی ہو گیا۔ پس اگر کسی فقرہ میں تاکید کا کوئی لفظ آئے تو اگر مثبت ہو تو اس کے معنے ہوتے ہیں کہ بالکل ہی ویسا ہو گیا۔ اور اگر منفی ہو۔ تو اس کے معنے ہوں گے کہ اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا۔ پس لیس کمثلہ شیئ کے معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے مثل ہونا تو الگ رہا اس کی مثل ہونے کے قریب بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا بعض دفعہ

ناقص مشابہت

دو چیزوں میں ہو سکتی ہے۔ پس مثل پر ک کو بڑھا کر یہ مفہوم پیدا کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ اور دوسرے وجودوں میں ناقص مشابہت بھی نہیں ہو سکتی۔ غرض کہو زید اچھا کاتب بھی ہے۔ صرفی نحوی بھی اور طبیب بھی ہے۔ اب اگر کوئی اور شخص اچھا کاتب ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ شخص زید کی طرح ہے۔ یہ ناقص تشبیہ ہو گی۔ جو صرف ایک خوبی کے اشتراک کی وجہ سے دی جا سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لیس کمثلہ شیئ۔ ہم ایسے نہیں ہیں کہ کسی کو ناقص مشابہت بھی ہمارے ساتھ ہو سکے گویا صرف یہ نہیں کہ میرے جیسا بصیر سمیع۔ محیی۔ ممیت اور قدوس کوئی نہیں بلکہ میری کوئی ایک صفت لے لو وہ بھی کسی دوسرے میں نہ پاؤ گے۔ صرف سمیع کی صفت لے لو۔ سب صفات میں تو کسی کا میرے جیسا ہونا الگ رہا۔ صرف سمیع بھی میرے جیسا کوئی اور نہ ہو گا۔ پس ادھوری مشابہت بھی میرے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ میں نے اوپر مثال دی ہے کہ زید طبیب بھی ہے کاتب بھی ہے اور صرفی اور نحوی بھی۔ اب یہ ممکن ہے کہ اس کی طرح یہ تینوں صفات کوئی دوسرا نہ رکھتا ہو۔ مگر ایک صفت اس جیسی کسی میں ہو۔ تو گو وہ سب صفات میں زید سے مشابہ نہیں۔ تاہم ایک مشابہت کی بناء پر اسے اس جیسا کہا جا سکتا ہے۔ مگر لیس کمثلہ شیئ سے مراد یہ ہے کہ ساری صفات میں شرکت تو الگ رہی ایک صفت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں یہ تو الگ رہا۔ کہ خدا جیسا کوئی محیی۔ مجیب۔ قدوس۔ جبار۔ قہار سمیع بصیر ہو۔ اس سے تو ایسی مماثلت بھی ناممکن ہے۔ کہ کسی ایک صفت کے لحاظ سے ہی کوئی اس جیسا ہو۔ ان آیات سے پہلے بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کوئی مثل نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالےٰ کی بہت سی صفات بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ کہ لیس کمثلہ شیئ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں مثل کی نفی کی گئی ہے۔ نہ کہ اس کا اثبات کیا گیا ہے۔ پس جس نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ اس کی مثل کی مثل کوئی نہیں ہو سکتی ہے وہ جاہل ہے۔ اس نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ شاید قرآن اردو زبان میں ہے اگر وہ عربی زبان سے واقف ہوتا۔ تو اسے معلوم ہوتا کہ

حرف تشبیہ کی تکرار

عربی قاعدہ کے مطابق تاکید کے لئے آتی ہے۔ اور وہ آیت کے مضمون پر زور دیتی ہے۔ نہ کہ اس کی نفی کرتی ہے۔ اور بعد کا مضمون اس مفہوم کو اور پکا کر دیتا ہے کیونکہ اس سے آگے فرمایا وھو السمیع البصیر یعنے یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی اس کی صفات میں اس سے مشابہ ہو سکے۔ دوسری صفات کو جانے دو صرف سمیع و بصیر کی صفات کو ہی لے لو۔ خدا جیسا سمیع اور بصیر بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ جو خدائی کے مدعی ہیں۔ یہ سو رہے ہوتے ہیں۔ اور سوئی یا کسی تکلیف سے کراہ رہی ہوتی ہے۔ مگر ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی چیخ نہ نکلے ان کے بچہ کی جان نکل رہی ہوتی ہے۔ مگر ان کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ لیکن خدا تعالےٰ سمیع اور بصیر ہے۔ اسے ذرہ ذرہ کی خبر ہے۔ اور دنیا میں لاکھوں کروڑوں انسان ایسے گزرے ہیں۔ جنہوں نے اس کے سمیع اور بصیر ہونے کا تجربہ کیا ہے۔ ایک انسان اپنے بیوی بچوں سے چھپا کر دوستوں سے بھی پوشیدہ رکھ کر خدا تعالےٰ سے ایک درخواست کرتا۔ اور اسے پکارتا ہے۔ تو وہ آسمان سے اس کے لئے سامان مہیا کر دیتا ہے حالانکہ اس نے کسی کو بھی اپنی خواہش نہیں بتائی ہوتی۔ وہ صرف ایک ہی ہستی کے سامنے اسے ظاہر کرتا ہے۔ مگر وہ پوری ہو جاتی ہے

ایک مشہور بزرگ

کے متعلق ایک واقعہ ہے۔ کہ بادشاہ کسی دور دراز کے سفر پر اس بزرگ کے شہر سے کئی منزلوں کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں ایک وقت وہ غصہ کی حالت میں بیٹھا تھا۔ کہ کسی مخالف نے موقعہ پا کر اس بزرگ کی شکایت کر دی کہ وہ ہمیشہ آپ کے خلاف منصوبے کرتا رہتا ہے۔ اور بہت سے لوگ اس کے مرید ہیں بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ انہیں حاضر کیا جائے۔ وہ بیچارے اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے تھے کہ یہ حکم نامہ پہونچ گیا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ کیا معاملہ ہے

کہتے ہیں۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ چاروناچار روانہ ہوئے۔ رستہ میں شام کا وقت ہوگیا۔ اور ہر طرف جنگل ہی جنگل تھا۔ اوپر سے بارش اور تیز آندھی آگئی۔ اور وہاں کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ سوائے ایک جھونپڑی کے جس میں ایک لولا لنگڑا اپاہج رہتا تھا۔ انہوں نے اس سے جھونپڑی میں پناہ لینے کی اجازت مانگی۔ جب اس کی اجازت سے جھونپڑی میں بیٹھ گئے۔ تو آپس میں باتیں ہونے لگیں۔ اس اپاہج نے کہا۔ کہ میں تو سالوں سے یہیں پڑا ہوں۔ یہیں دو میل کے فاصلہ پر گاؤں ہے۔ وہاں کے لوگ روٹی وغیرہ پہنچا دیتے ہیں۔ اور پھر اس نے اس بزرگ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ میرا یہ نام ہے۔ اور فلاں شہر کا رہنے والا ہوں۔ بادشاہ کا حکم پہنچا تھا۔ کہ جس حال میں بھی ہو۔ فوراً حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ میں چل پڑا۔ اس اپاہج نے یہ بات سنی تو کہا اچھا۔ السلام علیکم۔ میں تو کئی سالوں سے آپ سے ملاقات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہا تھا۔ آپ کی شہرت سنی تھی۔ اور زیارت کی خواہش تھی۔ مگر معذور تھا۔ میں تو پاخانہ پیشاب کیلئے بھی نہیں اٹھ سکتا۔ اتنی دور کیسے جا سکتا۔ یہاں دعا کرتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ زیارت کرا دے۔ یہ بادشاہ کے حکم والی بات تو یونہی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ کوئی غلطی نکلیگی۔ آپ کو خدا تعالیٰ صرف میرے لئے یہاں لایا ہے۔ وہ ابھی یہ باتیں کر رہے تھے۔ کہ کسی نے باہر سے آواز دی۔ کہ بارش ہو رہی ہے۔ اجازت ہو تو اندر آجاؤں۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ وہ اندر آیا۔ تو اس سے بھی اپاہج نے پوچھا۔ کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اور کہاں جانا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو بادشاہ کا ایک حکم لے کر فلاں شہر میں فلاں بزرگ کے پاس جا رہا ہوں انہیں پہلے بادشاہ نے ایک حکم کے ذریعہ طلب کیا تھا۔ اور اب اس نے کہا ہے کہ وہ حکم غلطی سے دیا گیا تھا۔ آپ تکلیف نہ کریں۔

اس سے بھی بڑھکر

میرا اپنا ایک مشاہدہ

ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کس طرح بچوں کی بات بھی پوری کر دیتا ہے ایک دفعہ بارش ہو رہی تھی۔ میں ابھی بچہ ہی تھا۔ اور سخت پیچش لگی ہوئی تھی۔ میں کھڑکی میں کھڑا بارش کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اور اس سے بہت لذت پا رہا تھا۔ کہ پیٹ میں درد اٹھا۔ نہ معلوم میرے دل میں کیا خیال آیا۔ میں نے کہا۔ کہ یا اللہ! ابھی اس نظارہ سے میرا دل نہیں بھرا۔ اس لئے تو ایسا کر۔ کہ اب تو یہ نظارہ بند ہو جائے۔ اور جب میں پاخانہ سے واپس آؤں۔ تو پھر ہونے لگے۔ چنانچہ بارش فوراً بند ہو گئی۔ اور جب پندرہ بیس منٹ کے بعد واپس آکر میں اس کھڑکی میں کھڑا ہوا۔ تو پھر فوراً شروع ہو گئی۔ دیکھو کیا چھوٹی سی خواہش تھی اتنی معمولی کہ اُسے کسی اور کے سامنے بیان کرنے سے بھی میں شرماتا۔ مگر میرے خدا نے اُسے آسمان پر سنا۔ اور پورا کر دیا۔ اسی طرح ہم نے ہزاروں لاکھوں بار اس کے سمیع و بصیر ہونے کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ تو ہیں ثبوت اس کے سمیع و بصیر ہونے کے۔ بھلا کون انسان ایسا ہو سکتا ہے۔

خدا یا خدا کا مثیل ہونے کا دعویٰ

کرنے والے کے سامنے کوئی شخص کسی کے کان میں بات کرے۔ تو وہ سن نہیں سکتا۔ بلکہ کہیگا۔ کہ مجھے بھی بتاؤ۔ تم نے کیا کہا۔ پھر خدا بصیر ہے وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ کونسی چیز کہاں کہاں چھپی ہے۔ اور پھر کوئی چیز جہاں بھی ہے۔ اسے وہیں خوراک پہنچاتا ہے۔ برسات میں لاکھوں کروڑوں کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ سب کو خوراک پہنچاتا ہے کبھی درخت کی جڑھ کے نیچے بھڑوں کا چھتہ ہوتا ہے یا کہیں زمین کے نیچے لاکھوں چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے سب کو ان کی جگہ پر ہی خوراک پہنچاتا ہے۔ کیا کوئی انسان خواہ وہ خدا یا خدا کا مثیل ہونے کا مدعی کیوں نہ ہو ایسا بصیر ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا۔ لہ مقالید السموات والارض

زمین و آسمان کی کنجیاں

اس کے پاس ہیں۔ خدائی کے مدعی تو الگ رہے۔ جنکو لوگ افتراءً مدعی بنا دیتے ہیں وہ بھی دنیا میں مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو لوگوں نے خدا بنایا۔ مگر یہود نے انہیں صلیب پر لٹکا دیا۔ حضرت امام حسینؓ کو بعض لوگ خدا بناتے ہیں۔ مگر وہ کربلا میں شہید ہوئے اس زمانہ میں بہاء اللہ نے دعوےٰ کیا اور وہ قیدخانہ میں ہی مرگیا۔ اور جس شخص کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ یہ بھی نظر بند ہے۔ تو یہ لوگ ایسی حالتوں میں سے گذرے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے پاس زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں اسے قید کرنا تو درکنار اس کے بندوں کو بھی کوئی قید نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مشکلات کے وقت دوسروں کو بھی دعا کیلئے فرمایا کرتے تھے۔ جب پادری مارٹن کلارک والا مقدمہ تھا۔ تو اسوجہ سے کہ وہ ایک انگریز پادری تھا۔ اور وہ افسر بھی جس کے روبرو مقدمہ پیش تھا۔ انگریز اور پادری منش آدمی تھا۔ آپ نے بہت سے لوگوں کو دعا کیلئے کہا۔ گھر میں والدہ صاحبہ سے بھی کہا۔ میری عمر اسوقت ۹-۱۰ سال کی ہوگی۔ مجھے بھی آپ نے دعا کے لئے فرمایا میں نے اس رات

ایک رؤیاء

دیکھا۔ کہ میں اس گلی سے آرہا ہوں۔ جو ہمارے گھر کے شرق کی طرف ہے۔ اور جو آگے مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے گھر کی طرف چلی جاتی ہے۔ ہمارے مکان کی پرانی گلی وہی تھی۔ میں نے دیکھا۔ کہ میں آرہا ہوں۔ اور آگے پولیس کے سپاہی کھڑے ہیں۔ وہ مجھے اندر جاتے سے روکتے ہیں۔ مگر میں چلا گیا ہوں۔ ہمارے مکان میں ایک تہ خانہ ہوا کرتا تھا۔ جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے گرمیوں میں آرام کیلئے بنوایا ہوا تھا۔ اس کی کھڑکیاں گلی میں بھی کھلتی تھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال سے کہ بچے اندر جا کر کھیلتے ہیں۔ اور اندھیری جگہ ہونیکی وجہ سے سانپ بچھو وغیرہ کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اسکی سیڑھیاں نصف تک بند کرا دی تھیں۔ اور باقی جگہ میں گھر کی ردی اشیاء عام طور پر رکھی جاتی تھیں۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اسجگہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کیا ہوا ہے۔ اور آپ کے سامنے سپاہی اُپلے رکھ رہے ہیں۔ اور وہاں اوپلوں کا ڈھیر لگا دیا ہے۔ پھر دیا سلائی سے آگ لگاتے ہیں یہ نظارہ دیکھ کر میں خواب کی حالت میں ہی گھبراتا ہوں۔ اور اس سپاہی کو وہاں سے ہٹانا چاہتا ہوں۔ مگر دوسرے سپاہی مجھے روکتے ہیں۔ اتنے میں میری نظر اوپر اٹھی۔ تو ایک عبارت موٹے حروف سے لکھی ہوئی نظر آئی جو یہ تھی کہ

خدا کے بندوں کو کون جلا سکتا ہے

پھر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ یا تو اس سپاہی نے خود ہی اوپلے ہٹا دیئے یا وہ خود بخود ہٹ گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لے آئے پس خدا تعالیٰ پر کسی تکلیف کا آنا تو درکنار وہ تو اپنے بندوں پر بھی ایسے مصائب نہیں آنے دیتا۔ لیکن جو لوگ جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ ضرور ایسے سامان لگے ہوتے ہیں۔ کہ جو ان کی خدائی کے دعوے کو باطل کر دیں۔ آگے فرمایا:- یبسط الرزق میرا خدا تو دنیا کو رزق دیتا ہے۔ مگر یہ مدعیان تو خود محتاج ہیں۔ روٹی کی ضرورت ہے۔ پانی کی احتیاج ہے۔ پھر روٹی کھاتے ہیں تو بیٹھے ہیں نمک زیادہ کیوں ہو گیا۔ یا پھیکا کیوں ہے۔ روٹی کیوں جل گئی۔ سالن کو داغ کیوں لگ گیا۔ پھر ان کو پیاس بھی لگتی ہے۔ گویا وہ خود ہر وقت محتاج ہیں۔ دوسروں کو رزق کہاں سے دیں گے۔ اور ایسے لوگ خدا کیونکر ہو سکتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ انہ بکل شیٍٔ علیم۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور اسے سب کا علم ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ رزق کہاں ہے۔ مگر ان کو کیا علم۔ لاکھوں کروڑوں پونڈ کا سرمایہ پاس دبا ہوا ہو۔ زیور۔ نقدی مدفون ہو۔ مگر انہیں کیا علم ہے زمین کے نیچے کانیں پوشیدہ ہیں۔ مگر انسان کو کیا علم۔ مگر خدا کو سب کچھ نظر آتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ اگر فلاں جگہ کو پچاس ساٹھ گز گہرا کھودا جائے تو نیچے سے اشرفیوں کے بھرے ہوئے مٹکے نکلینگے۔ مگر ہم روز اسجگہ پر سے گذر جاتے ہیں۔ مگر کچھ علم نہیں ہوتا۔ اور یہ سب باتیں ثبوت ہیں اس بات کا کہ

کوئی انسان خدا نہیں ہو سکتا

ایسے لوگوں پر جو خدائی کے مدعی ہوں تنگیاں بھی آتی ہیں۔ اگر وہ علیم ہوں تو کیوں یہ دفن شدہ خزانے نکال کر مالا مال نہ ہو جائیں اور جب وہ علیم نہیں۔ تو خدا کسطرح ہو سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہزاروں صفات ہیں۔ وہ حمید ہے مجید ہے۔ محی۔ ممیت۔ قدوس۔ جبّار۔ قہار۔ غفار ہے۔ لیکن جس کے اندر ان میں سے ایک بھی صفت نہیں۔ وہ احمق خدائی کا دعوےٰ کسی طرح کر سکتا ہے عجیب بات یہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے جو الفاظ اس

اہر کے تبانے کے لئے استعمال کئے ہیں۔ کہ کوئی غیر اللہ خدا نہیں ہو سکتا۔ وہی جاہل لوگوں نے اپنی خدائی کے لئے دلیل بنا لئے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ النجم تو شرک کے رد میں ہے۔ مگر بعض احمقوں نے یہاں تک کہدیا۔ کہ اس کی تلاوت کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعض تعریفی کلمات بتوں کے بارے میں کہے تھے۔ پھر کفار نے مسلمانوں سے مل کر سجدہ کیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ پس یہ بالکل غلط ہے۔ کہ کوئی انسان خدا تو درکنار کسی ایک صفت میں بھی اس کا شریک بن سکتا ہے۔

پھر قرآن کریم کا معجزہ

ہے۔ کہ کوئی شخص اس کی ایک آیت کا بھی مفہوم بگاڑ کر پیش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس سے اگلا ہی فقرہ اس کے منہ پر چپیڑیں مارے گا۔ اور یہ بھی خدا کے علیم ہونے کی ایک دلیل ہے۔ وہ چونکہ جانتا تھا۔ کہ کہاں کہاں بگاڑے جائیں گے اس لئے ساتھ ہی تردید بھی کر دی۔ ہمارے ملک میں مشہور ہے۔ کہ بڑے بڑے خزانوں کے گرد اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اژدہا رکھے ہیں۔ یہ تو محض ایک تمثیلی کلام ہے۔ مگر قرآن کریم ایک ایسا خزانہ ہے۔ کہ اس کی اگلی اور پچھلی آیات ہر آیت کے لئے اژدہا بن جاتی ہیں۔ اور اس لئے اس کی کسی آیت کے غلط معنے کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ یہ ایک موتیوں کی لڑی ہے۔ جس میں سے کوئی موتی چرایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ فوراً نظر آ جائیگا۔ کہ فلاں جگہ موتی کم ہے۔ اور فلاں قد اور شکل کا موتی گم ہے۔ موتیوں کے ہار پروئے بھی اس طرح جاتے ہیں کہ شروع کے موتی سب سے باریک ہوتے ہیں۔ اور درمیانی سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اور پہلے موتیوں کے بعد کا ہر موتی پہلے سے بڑا اور اگلے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لئے کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ہار میں سے کوئی ایک موتی چرایا جا سکے۔ پس قرآن کریم بھی موتیوں کا ایک ایسا ہار ہے کہ اگر کوئی اس میں سے ایک بھی موتی چرانا چاہے تو اگلے پچھلے موتی اسے چور ثابت کر دیں گے اور بتا دیں گے کہ موتی کہاں سے نکالا گیا ہے۔

ہفتہ جنگ کے اہم حالات

روس و جرمنی کی جنگ

ہٹلر کی دوست کشی یعنی روس پر جرمن حملہ کا ذکر مجملاً گزشتہ پرچہ کیا جا چکا ہے اب صورت حالات یہ ہے۔ کہ جرمن فوجیں پانچ مقامات سے روس پر بڑھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اور اگرچہ اپنی کامیابی کے بڑے بڑے دعوے کر رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جرمنی کو خلاف توقع بہت مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ اور روسی فوجیں بہادری سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

برطانیہ اور امریکہ اس جنگ میں روس کی ساتھ دینے کا اعلان کر چکے ہیں۔ ایک برطانی فوجی مشن ماسکو پہونچ چکا ہے۔ اور موسیو مولوٹاف سے مل چکا ہے۔ امریکن سفیر نے بھی موسیو موصوف سے بات چیت کی ہے۔

جرمنی کے زیر اثر ہنگری۔ فن لینڈ اور رومانیہ بھی روس کے خلاف اعلان جنگ کر چکے ہیں۔ اور ان کی فوجیں بھی جرمن فوجوں کے دوش بدوش لڑ رہی ہیں۔ فرانس نے بھی روس سے ڈپلومیٹک تعلقات قطع کر لئے ہیں۔ اور روسی سفیر کو وشی سے نکل جانے کی ہدایت دے دی ہے۔ سپین کو بھی شریک کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ سویڈن کی حکومت نے اجازت دے دی ہے۔ کہ ناروے کی جرمن فوجیں اس کے ملک سے گزر کر فن لینڈ میں جا سکتی ہیں۔ برطانیہ نے اس پر پروٹسٹ کیا ہے۔ اور سویڈن سے جواب طلب کیا ہے۔

مشرق وسطےٰ کا محاذ

مشرق وسطےٰ کے محاذ پر اس ہفتہ خشکی کی لڑائی قریباً بند رہی۔ بحیرہ روم میں برطانیہ کے ہوائی جہازوں نے دشمن کے بحری جہازوں کے ایک قافلہ پر شدید بمباری کی۔ اور ہوائی تارپیڈو مار کر بیس بیس ہزار ٹن کے دو جہازوں کو سخت نقصان پہونچایا۔ سیرینکا میں بھی دشمن کے ہوائی اڈوں اور فوجی ٹھکانوں پر حملے کئے گئے۔ بن غازی اور ٹریپولی پر خاص طور پر زوردار حملے ہوئے دشمن کے ہوائی جہازوں نے پھر اس ہفتہ سکندریہ پر دو گھنٹہ بمباری کی حکومت مصر جرمنی اور اٹلی کو ان حملوں کے خلاف پروٹسٹ کے تین مکتوب ارسال کر چکی ہے۔ مگر کسی ایک کا بھی جواب ان کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ اس پر حکومت مصر نے فیصلہ کیا ہے کہ اب کوئی پروٹسٹ نہیں بھیجا جائے گا۔

شام کا محاذ

شام میں اتحادیوں کی پیشقدمی برابر جاری ہے۔ وشی کی فوجوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا چکا ہے۔ وشی کا سیکرٹری آف سٹیٹ انقرہ پہونچا ہوا ہے۔ اور اس کوشش میں ہے۔ کہ ترکی کی راہ سے بیس ہزار فرانسیسی فوج شام سے نکال لی جائے۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ ترکی کی حکومت نے ایسی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اب شام میں وشی کی طرف سے مزاحمت قریباً ختم ہو رہی ہے۔

برطانیہ کے ہوائی حملے

جرمنی پر رائل ایئر فورس کی شدید بمباری کا سلسلہ جاری ہے۔ بریمن ہیمبرگ۔ ڈسلڈورف۔ کیل وغیرہ مقامات پر دشمن کی بندرگاہوں۔ جہاز سازی کے کارخانوں۔ اور گودیوں پر سخت حملے کئے گئے۔ فوجی مقامات اور صنعتی کارخانوں پر بھی بم برسائے گئے۔ اب فرانس کے کارخانوں پر بھی بمباری کا فیصلہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ جرمنوں کے لئے سامان جنگ تیار کر رہے ہیں۔

برطانیہ پر دشمن کے ہوائی حملے اس ہفتہ بالکل برائے نام بلکہ نہ ہونے کے برابر تھے۔

ایک ضروری تصحیح

گزشتہ پرچہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا جو نہایت اہم مضمون "مسئلہ جنازہ میں غیر مبایعین کا افسوسناک رویہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس کے آخر میں تاریخ ۲۸ ہش کی بجائے کتابت کی غلطی سے ۲۸ ھ شائع ہوئی ہے۔ احباب اصلاح فرمائیں۔

تقرر امیر کا اعلان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ مردان کے لئے بابو محمد الطاف صاحب کو ۳۰ اپریل ۱۹۴۲ء تک کے لئے امیر مقرر فرمایا ہے مقامی جماعت مطلع رہے۔ اور سابق امیر صاحب ان کو چارج دے دیں۔

ناظر اعلےٰ قادیان

مجالس خدام ماہانہ رپورٹیں جلد بھیجیں

قبل ازیں بھی بذریعہ اخبار الفضل قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی جا چکی ہے کہ ہر ماہ کی ماہوار رپورٹیں اگلے ماہ کی دس تاریخ تک دفتر مرکزیہ میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ اب پھر بطور یاددہانی اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ماہ احسان ختم ہو رہا ہے۔ جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ماہ احسان کی رپورٹ بہت جلد تیار کر کے بھجوا دیں۔ ۱۰ ماہ وفاء کے بعد موصول ہونے والی رپورٹیں مجموعی رپورٹ میں شامل نہ ہو سکیں گی۔

جن مجالس کی طرف سے رپورٹیں لگاتار کئی ماہ سے نہیں آئیں۔ وہ بھی براہ کرم توجہ فرمائیں۔ اور باقاعدگی سے کام کر کے اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔

خاکسار خلیل احمد جنرل سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

کلرکوں کی ضرورت

نظارت بیت المال میں چند ایک کلرکوں کی ضرورت ہے۔ خواہشمند اصحاب بہت جلد اپنی درخواستیں امیر یا پریذیڈنٹ مقامی جماعت کی تصدیق کے ساتھ ناظر بیت المال قادیان کے نام ارسال فرمائیں۔ اور ان میں یہ تحریر ہو کہ کم از کم کس قدر تنخواہ پر قبول ہو گی۔ ناظر بیت المال

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار سپاہیوں کی الٰہی فوج

"تحریک جدید سال ہفتم" کے وعدے ۳۱ مئی ۱۹۴۱ء کی شام تک سو فی صدی پورا کرنے والوں کی بقیہ فہرست شایع کرتے ہوئے یہ ظاہر کرنا بھی مناسب ہے۔ کہ اس میں وہ نام بھی آئے ہیں۔ جنہوں نے دراصل ۳۱ مئی کے لئے روپیہ بھیجا۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے وہ بجائے ۳۱ مئی کے یکم۔ دو یا تین جون کو وصول ہوا۔ اس لئے دوستوں کے اصرار پر ان کی دوسری فہرست حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کی گئی تھی۔ وہ نام بھی شایع کئے جاتے ہیں۔ جون کے مجاہدین کی فہرست

- محترمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب کمشنر دامیہ سیلاٹی لاہور — ۷۵/۰
- ملک احسان اللہ صاحب کوچہ چابک سواراں لاہور — ۲۰/
- حافظ محمد حسین صاحب " — ۸/۴
- خورشید بیگم بنت خاں بہادر غلام محمد صاحب دارالبرکات — ۵/۴
- استانی رحمت النساء صاحبہ محلہ دارالعلوم — ۵/۳
- اہلیہ صاحبہ حکیم محمد الدین صاحب مرحوم " — ۵/۴
- " صوبیدار شبیر محمد " " — ۸/-
- " ماسٹر غلام محمد صاحب ہیڈ ماسٹر " — ۵/۳
- " ڈاکٹر فیض علی صاحب " — ۶/۱۲/۶
- " سید سردار حسین شاہ صاحب اوورسیر — ۱۲/۶
- منشی یعقوب علی صاحب گھنوکے — ۶/-
- خواجہ محمد گل صاحب و اہلیہ صاحبہ بولین ربہا — ۲۸/۰
- چوہدری بشیر محمد صاحب کرم پورہ ۵/۶ وسالہائے ماسبق
- سستری غلام حسین صاحب ہرد روال — ۳۰/-
- کریم بخش صاحب ٹھوال — ۵/۶
- فضل الدین " " — ۵/۳
- ڈاکٹر سید سفیر احمد صاحب۔ اہلیہ صاحبہ و بچگان
- [illegible] — للعہ
- مظفر پور — ۱۳۷/۸
- ڈاکٹر سید غلام مصطفیٰ صاحب و اہلیہ صاحبہ و والدہ صاحبہ
- [illegible]
- بچگان مظفر پور — ۲۷/۹
- محمد اسحاق علی خاں صاحب دہلی — ۵/-
- صوفی غلام اللہ صاحب ٹرانسپیکٹر " — ۳۷/۸
- چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کریام — ۱۰/-
- عائشہ بیگم بنت چوہدری چھجو خاں صاحب سرگودھا — ۸/۸
- چوہدری عبدالحکیم خاں صاحب " — ۶/۸
- ماسٹر غلام جیلانی خاں صاحب " — ۹/۰/۹
- اہلیہ صاحبہ حاجی محمد الدین صاحب تہال گجرات — ۶/-
- فضل حسین صاحب رام گڑھ ملود — ۱۰/-
- ولی محمد صاحب عرف بادشاہ ملود — ۵/۲
- عبداللہ خاں صاحب ستکوالہ ڈسکہ — ۵/-
- سید میر حامد شاہ صاحب سونگ — ۵/۱۰

- بی بی صالحہ خاتون صاحبہ بیگو سرائے — ۱۰/۴
- میاں ولی محمد صاحب پنڈی چری — ۵/۴
- میاں خوشی محمد صاحب چک ۳۳ ع — ۵/۳
- چوہدری محمد خاں صاحب موہنکے — ۹/۲
- میاں صوبہ صاحب تزگڑی — ۵/۵
- خاں عبدالحمید خاں صاحب پشاور — ۶۰/-
- میاں دین محمد صاحب اٹھوال — ۵/۴
- چوہدری عبدالمجید خاں صاحب راہوں — ۲۱/۴

زمیندار اور شہری جماعتیں اسے غور سے پڑھیں

(۱) "انسان کی نیکی اور تقویٰ کا معیار یہ ہوتا ہے۔ کہ جب اس سے کوئی غفلت یا سستی ہو جائے۔ یا بعض مجبوریوں کی وجہ سے کسی نیک تحریک میں حصہ نہ لے سکے۔ تو وہ نیکی کو اور بڑھا کر کرتا ہے۔ تاکہ اس کی غلطی اور سستی کا کفارہ ہو جائے"

(۲) "تحریک جدید" کی قربانیوں میں حصہ لینے والے مجاہدین خصوصاً زمیندار کوشش کریں۔ کہ "موعود خلیفہ" کے ارشاد کی تعمیل میں ۱۵ جولائی تک وعدے مقامی سیکرٹری مال کے پاس سو فیصدی ادا ہو جائیں اور ۳۱ جولائی کی شام تک وہ مرکز میں بھی داخل ہو جائیں۔ جو زمیندار جماعت ۳۱ جولائی کی شام تک مرکز میں اپنا وعدہ بحیثیت جماعت سو فیصدی داخل کریگی۔ یقیناً اس کے کارکن اچھا کام کرنے والے سمجھے جائیں گے۔ پس وہ زمیندار مجاہد جو اپنے اندر سباق کی روح رکھتے اور نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں حضور کے فرمان کی تعمیل کر کے رضاء الٰہی حاصل کریں۔

(۳) ہر شہری جماعت جس کا وعدہ ابھی تک سو فی صدی پورا نہیں ہوا۔ اس کے ہر کارکن کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ آپ سے چاہتے ہیں۔ کہ آپ "تحریک جدید" کے جہاد میں اتنی محنت کریں۔ کہ آپ کا وعدہ بحیثیت جماعت ۳۱ اگست تک سو فیصدی پورا ہو جائے۔ تا آپ کی جماعت بلحاظ ادائیگی اللہ تعالےٰ کے حضور سابقون میں آ جائے۔

پس زمیندار اور شہری کارکنوں اور ان کے افراد کو آرام کا سانس اسی وقت لینا چاہیئے۔ جب انکا وعدہ سو فیصدی پورا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار

برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

- ابو محمد اسحٰق صاحب بودی نگل — ۵/۳
- چوہدری عبدالمجید صاحب " — ۵/۳
- ماسٹر محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر راولپنڈی — ۱۳/-
- شیخ فضل کریم صاحب اکال گڑھ — ۶/۴
- اہلیہ صاحبہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کیمبل پور اٹک — ۶/۸
- میر عبدالحمید صاحب خانپور ملکی — ۵/۸
- نیاز خاں صاحب سٹھیانہ — ۵/۴
- ابوالخیر سعید احمد صاحب پنچیرو سندھ — ۲۵/-
- عقیل بن عبدالقادر بانکی پور پٹنہ — ۱۲/-
- میاں اللہ بخش صاحب دعیہ امرتسر — ۵/۴
- قاضی عبدالغنی صاحب راولپنڈی — ۱۱/-
- منشی محمد جمال صاحب زرگڑی — ۶/۱۱
- مستری احمد الدین صاحب " — ۵/۲
- میاں اللہ لوک صاحب " — ۵/۶
- میاں غلام محمد صاحب زرگر سید والہ — ۵/۴
- " غلام احمد صاحب " " — ۱۰/۸
- عطا محمد صاحب ہربنس پورہ — ۱۵/-
- مستری عبدالرحمٰن صاحب خورد — ۵/۴
- چوہدری جان محمد صاحب بھینی میلوال — ۱۰/-
- مرزا عنایت بیگ صاحب دارالبرکات — ۵/۴
- چوہدری محمد ابراہیم صاحب پٹواری شاہ مسکین — ۲۶/-
- " سلطان علی صاحب چک ۱۲۷ ہیلو پور — ۱۶۱/-
- " اعظم علی صاحب " " — ۱۶/-
- شیخ الیاس الدین صاحب مدرس " — ۶/۴
- حافظ احمد خاں صاحب شادیوال خورد — ۵/۴
- چوہدری شاہ محمد صاحب ولد فضل الدین صاحب " — ۵/۲
- " عبدالغفار صاحب " — ۵/۴
- میاں محمد حسین صاحب چک ۵۶۷ گ ب — ۵/۱۴

- چوہدری امیر احمد صاحب چک ۳۱۲ ع — ۶/-
- میاں نور محمد صاحب چھمبال — ۵/۱
- میاں محمد شفیع صاحب اوورسیر بانگما نوالہ — ۱۲۰/-
- منشی محمد شریف صاحب پٹواری دارالبرکات — ۱۱/۸
- بابو فقیر علی صاحب " — ۱۰/۴
- سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب۔ گھبیر — ۲۱/۸
- سیدہ خدیجہ بیگم صاحبہ " — ۵/۷
- امۃ الحفیظ اہلیہ مرزا عبدالغنی صاحب دارالبرکات — ۵/۶
- عبدالکریم صاحب اسنور۔ کشمیر — ۵/۶
- مریم بیگم صاحبہ " " — ۷/۴
- خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ڈار " " — ۱۳/-
- خواجہ عبدالرزاق صاحب " " " " — ۵۱/-
- ملک عبدالغنی صاحب " " — ۶/۱۰
- ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب امرتسر — ۴۱/-
- بابو محمد امین صاحب مرحوم محلہ دارالفضل — ۵۵/-
- اہلیہ صاحبہ " " " " — ۵/۶
- امۃ النصیر صاحبہ مرحومہ بنت " " " — ۵/۶

محترمہ اہلیہ صاحبہ بابو محمد امین صاحب مرحوم محلہ دارالفضل نے اپنی طرف سے سات سال کا چندہ ۵/۳۶ اپنی لڑکی امۃ النصیر صاحبہ مرحومہ کی طرف سے سات سال کے ۵/۳۶ اور بابو صاحب مرحوم مغفور کی طرف سے ساتویں سال کا ۵۵/- کل ۱۲۷/۱۰ حضرت کے حضور پیش کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

- ملک غلام نبی صاحب ای۔ ڈی۔ آئی ڈیرہ غازی خاں — ۳۷/-
- مرحومہ زوجہ مہر بشیر احمد صاحب سیالکوٹ شہر — ۷/-
- مہر بشیر احمد صاحب " — ۴۳/-
- مہر غلام حسن صاحب " — ۵۰/۳
- حاجی شیر خاں صاحب " — ۵/۶
- مبارکہ صاحبہ بنت مہر غلام حسن صاحب " — ۵/۸
- میاں محمد شفیع صاحب بکس میکر " — ۴/۴
- شیخ محمد حسین صاحب پنشنر " — ۹/۵
- حافظ محمد طیب اللہ صاحب بہرت پور بنگال — ۵/۷
- مسعودہ خاتون صاحبہ ڈھاکہ بنگال — ۵/۸
- حکیم ساجد الرحمٰن صاحب " " — ۵/۶
- محمد شفیع صاحب رنگ پور " — ۵۳/-
- چوہدری مرید خاں صاحب چک ۹۷ شمالی سرگودھا — ۴۳/-
- بابو عبدالرحمٰن صاحب انبالہ شہر — ۳۸/-
- والد صاحب مرحوم " " " — ۵/۶
- بشارت بیگم اہلیہ بابو عبدالمجید صاحب " — ۷/۳
- والد صاحب مرحوم بابو عبدالحلیم صاحب " — ۵/۳
- والدہ صاحبہ " " " — ۵/۳
- ہمشیرہ " " " " — ۵/۳

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن یکم جولائی بی بی سی سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ٹوکیو میں مقیم برطانی سفیر نے جاپان کے وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ اور چنگنگ میں برطانی سفارت خانہ پر بمباری کے خلاف پروٹسٹ کیا۔ اور نقصان کی تلافی کا مطالبہ کیا۔

لنڈن ۳۰ جون سپین کے جنگ میں شریک کئے جانے کا سوال پھر ایک بار زیر بحث ہے سپین کا وزیر خارجہ جنرل فرینکو کو روس کے خلاف اعلان جنگ کر دینے پر مجبور کر رہا ہے۔

سٹاک ہالم ۳۰ جون۔ سویڈن کے وزیر اعظم نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جرمن فوجوں کو رستہ دینے کا فیصلہ گورنمنٹ اور پارلیمنٹ نے پورے غور و خوض کے بعد کیا۔

ماسکو ۳۰ جون۔ روس کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جرمن فوجوں نے بحر منجمد شمالی کی روسی بندرگاہ مورمانسک پر حملہ کیا۔ اور جہازوں سے وہاں فوجیں اتارنے کی کوشش کی۔ مگر انہیں پیچھے ہٹا دیا گیا۔ جرمنوں کا دعوے ہے کہ انہوں نے بحیرہ بالٹک کی بندرگاہ لباؤ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ لٹویا کی بہترین بندرگاہ سمجھی جاتی ہے

لنڈن ۳۰ جون۔ برطانی حکام روزانہ دمشق میں چار سو ٹن خوراک بھیج رہے ہیں لیکن اس کے باوجود جرمن یہ جھوٹ برابر بولتے جاتے ہیں۔ کہ دمشق کی آبادی بھوکوں مر رہی ہے۔

ٹوکیو ۳۰ جون۔ مغربی جاپان میں زبردست طوفان باراں آیا۔ اور تین روز برابر جاری رہا۔ اتنی بارش ہوئی۔ کہ گزشتہ ۵۷ سال میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ بیس ہزار مکانات بالکل گر گئے۔ اور لاکھوں کو نقصان پہنچا۔ ۹۲ آدمی ہلاک ہوئے سینکڑوں پل گر گئے۔

موگا ۳۰ جون۔ گندم فارم ۳/۶/۴ گندم لال ۳/۳/۱ امرتسر میں گندم لال ۳/۶/۵ امرتسر میں سونا ۳/۶/۴۱ چاندی ۶۳/۱۲/- پونڈ ۲۸/۹/-

دہلی ۳۰ جون۔ حکومت ہند نے ان ملازموں کو جو دہلی میں ہیں۔ اور تیس روپیہ ماہوار سے کم تنخواہ پاتے ہیں۔ غلہ الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

لنڈن یکم جولائی۔ روس کے سرکاری اعلان میں جو آج صبح شائع ہوا تھا بتایا گیا ہے۔ کہ منسک کے آس پاس گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ روسی فوجیں دشمن کی موٹر فوجوں کا جو گنتی میں بہت زیادہ ہیں شدید مقابلہ کر رہی ہیں۔ منسک پر جرمن قبضہ کی خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔ جرمن ٹینک دستے یوکرین کے صدر مقام کیف پر بڑھنا چاہتے ہیں۔ مگر لسک کے مشرق میں ان کو روک لیا گیا ہے۔ دونسک سے روسی فوجیں پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ مبادا فنسک کی طرف بڑھنے والی جرمن فوجیں ان کے گرد گھیرا ڈال لیں۔ وہاں کے علاقہ میں بڑی سخت لڑائی ہو رہی ہے دشمن شمال مشرق کی طرف بڑھنا چاہتا ہے جنوبی مورچہ پر دشمن نے دریائے پروت کو پار کرنے کی زبردست کوشش کی۔ مگر پیچھے ہٹا دیا گیا۔ فن لینڈ کے مورچہ پر بھی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ کل دشمن نے روس اور فن لینڈ کی ساری سرحد پر حملہ کیا۔ مگر پیچھے ہٹا دیا گیا۔ روسی بیڑے نے دو جرمن آبدوزیں بحیرہ بالٹک میں اور ایک بحیرہ اسود میں غرق کر دیں

نیویارک یکم جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ آج ماسکو پر پہلی بار بمباری کی گئی۔ کل رات بھی خطرہ کا الارم ہوا تھا۔ مگر حملہ نہ ہوا۔

میڈرڈ۔ یکم جولائی۔ روس کے خلاف لڑنے کے لئے ہسپانوی والنٹیر فن لینڈ روانہ ہو گئے ہیں۔

لنڈن۔ یکم جولائی۔ جرمنوں نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ ان کی موٹر فوجیں منسک سے آگے ماسکو کی سڑک پر بڑھ رہی ہیں۔

لنڈن یکم جولائی۔ شام میں اتحادی فوجوں نے پلمیرا کے گرد گھیرا ڈال لیا ہے۔ اور اب وشی کی فوجوں کو کوئی چیز نہیں پہونچ سکتی۔

ٹوکیو - یکم جولائی۔ جاپانی انفارمیشن بیورو کے ایک ذمہ وار افسر نے کہا۔ کہ روس و جرمنی کی جنگ کے بارہ میں جاپانی پالیسی کا اعلان عنقریب کر دیا جائیگا۔

لاہور یکم جولائی سکندریہ کے جن لوگوں کو جرمنی کی بمباری سے نقصان پہنچا تھا۔ ان کی امداد کے لئے پنجاب کی طرف سے دو ہزار پونڈ بھیجے گئے تھے۔ آج مصر کے وزیر اعظم نے اس امداد کے متعلق پنجاب کے وزیر اعظم کو شکریہ کا تار بھیجا ہے۔

الہ آباد۔ یکم جولائی اخبار "لیڈر" کے چیف ایڈیٹر مسٹر چنتامنی آج تیسرے پہر الہ آباد میں انتقال کر گئے۔ گزشتہ بیں لنڈن میں جو گول میز کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس کے آپ ممبر تھے۔

لنڈن۔ یکم جولائی۔ بلغاریہ کے ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے کہ کل سے بلغاریہ کی سمندری حد میں سرنگیں بچھا دی جائیں گی۔

لنڈن یکم جولائی سپین اور وشی کی گورنمنٹوں نے اپنے اپنے ملک کے لوگوں کو اجازت دے دی ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں۔ تو روس کے خلاف جنگ میں حصہ لے سکتے ہیں۔

نئی دہلی یکم جولائی۔ مئی کے آخر تک آسام کے جنگی فنڈ میں دس لاکھ ۲۹ ہزار روپے جمع ہو چکے ہیں

نئی دہلی۔ یکم جولائی سپلائی ڈیپارٹمنٹ نے چھ لاکھ ۴۹ ہزار کمبلوں کا مختلف کارخانوں کو آرڈر دیا ہے۔ زیادہ تر آرڈر پنجاب اور یو پی کو ملے ہیں۔ بنگال بمبئی اور میسور کو بھی کافی کمبلوں کے آرڈر دئیے گئے ہیں۔

لاہور یکم جولائی۔ سر سکندر حیات خان نے آج ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ جرمنی اور روس کی لڑائی سے ہندوستان کے لوگ خوش خوش نظر آتے ہیں۔ اور ان کی گھبراہٹ کی پہلی سی کیفیت نہیں رہی۔ یہ صورت حالات بہت خطرناک ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلط طور پر سمجھتے ہوں کہ ہندوستان کو کوئی خطرہ نہیں۔ حالانکہ خطرہ بدستور ہو۔ یہ صحیح ہے کہ براہ راست اس وقت ہندوستان کسی خطرے میں گھرا ہوا نہیں۔ لیکن فرض کرو کہ روس جرمنی کا مقابلہ نہ کر سکے۔ تو اس وقت بھی یہ خیال کرنا۔ کہ ہندوستان پر چڑھائی نہیں ہو سکتی۔ یہ بڑی ناسمجھی کی بات ہوگی۔ روس ایک بہت بڑا ملک ہے وہاں بظاہر حالات جرمنی کی جلد کامیابی کی کوئی توقع نہیں۔ پھر بھی خطرے سے خبردار رہنا ضروری ہے اور ہندوستانیوں کا فرض ہے کہ وہ جنگی بھرتی میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ تاکہ خطرہ کے مقابلہ کے لئے وہ تیار ہو سکیں۔ آخر میں آپ نے کہا کہ مجھے یقین ہے۔ مشرق اور مغرب میں ہمارے سپاہی دشمن کے حملوں کو روک دیں گے۔ اور ہندوستانی بھرتی اور سامان کے ذریعہ ان کی مدد کریں گے۔

شملہ یکم جولائی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ غیر ممالک کو سامان بھجوانے پر اب زیادہ پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔ اس لئے ہندوستانی تاجروں کو اس امر کا اطمینان کر لینا چاہیئے۔ کہ انہیں غیر ممالک کو مال بھیجنے کا لائسنس حاصل ہے یا نہیں۔ البتہ جو مال ۱۵ جولائی سے پہلے بھیجا جائے گا۔ اس کے لئے امپورٹ لائسنس کی ضرورت نہیں ہوگی۔

لنڈن۔ یکم جولائی۔ روس کی ایک سرکاری ایجنسی نے پھر اس امر کا اعلان کیا ہے کہ روس آخر دم تک نازیوں سے لڑائی کرتا رہیگا۔ آجکل روس کے ہر شخص کے دل میں حب الوطنی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اور روسی مزدور بھی پہلے سے زیادہ چوکس اور ہوشیار ہیں۔

لنڈن یکم جولائی۔ روس میں ملکی بچاؤ کے لئے ایک کونسل بنائی گئی ہے۔ جس کے صدر مسٹر سٹالن ہوں گے۔ کونسل کو حکومت کے تمام اختیارات دیدیئے جائیں گے۔ اور ہر روسی کا فرض ہوگا کہ اس کے احکام کی تعمیل کرے۔

لنڈن یکم جولائی۔ چین کے نئے وزیر خارجہ نے چنگنگ میں اپنے عہدے کا حلف لیا۔ آپ پہلے لنڈن میں چینی سفیر تھے۔ آپ نے ایک بیان میں کہا کہ جب تک جمہوریتوں کی جیت نہیں ہو جاتی چین اور جاپان کی جنگ جاری رہے گی۔